پروفیسر قاضی حلیم فضلی
مدیر ماہنامہ ''القلم'' اوگی

جنت کے مستحقین کی صفت ۔ شرمگاہوں کی حفاظت کرنا اور فحاشی و بے حیائی و زنا کاری سے اجتناب

سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے مستحق لوگوں کی جو صفات بیان فرمائی ان میں سے ایک صفت شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے لوگ ہوں گے ۔ فرمایا گیا ہے ۔

و الذین هم لفروجهم حفظون ۔ الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم ۔ فانهم غیر ملومین ۔ فمن ابتغی ورآء ذالک فاولیک هم العدون (معارج) جنت کے مستحق افراد کی صفات بیان کرتے ہوئے چوتھی صفت یہ بیان فرمائی کہ مستحق جنت اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ وہ سوائے اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں کی حدود سے آگے نہیں بڑھتے اور جو ایسا کرتے ہیں یعنی مقررہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ خدا کے باغی اور سرکش ہیں ۔

تفسیر و تشریح:

جن لوگوں کو جنت کا مستحق ٹھہرا گیا ہے وہ اپنی جنسی تسکین کے جائز راستے اختیار کرتے ہیں، وہ بیویوں اور شرعی لونڈیوں تک محدود رہتے ہیں اور اس حدود سے باہر دوسرے راستے اختیار نہیں کرتے ۔ شرم گاہوں کی حفاظت سے مراد زنا سے اجتناب بھی ہے ۔ فحاشی و بے حیائی سے کنارہ کشی بھی ہے ۔ سورۂ مومنون میں انہی الفاظ کے ساتھ شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والوں کو ایماندار اور کامیاب لوگ قرار دیا ہے ۔ فرمایا ''مومن لوگ کامیاب و بامراد ہوتے ہیں جو اپنی نمازوں میں خوف الٰہی کا اظہار کرتے ہیں جو بُری اور بے ہودہ باتوں سے بچتے ہیں ۔ اور یہ کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں کے جن میں وہ قابل ملامت نہیں البتہ جو ان حدود سے تجاوز کریں وہ حدود سے گزرنے والے ہیں ۔ عریانی بے حیائی اور فحاشی سے پرہیز کرتے ہیں وہ اپنا ستر دوسروں کے سامنے نہیں کھولتے اور نہ قوت شہوانی کے استعمال میں بے لگام ہوتے ہیں ۔

ازدواج کا تعلق ان عورتوں پر ہوتا ہے جنہیں نکاح میں لایا گیا ہو اور یا ملکیت کا اطلاق ان عورتوں پر ہوتا

ہے جو آدمی کی ملکیت ہوں۔ جواز کی بنیاد نکاح نہیں بلکہ ملکیت ہے۔ اگرچہ عورتوں کی ملکیت کی صورت آجکل موجود نہیں۔ بیویوں اور مملوکہ لونڈیوں کی استثنائی صورتوں کے سوا جنسی تسکین کی تمام صورتوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔ خواہ زنا ہو، قوم لوط کا عمل ہو یعنی لڑکوں کے ساتھ بدفعلی ہو، جانوروں کے ساتھ ہو یا باہمی عورتوں کا جنسی تعلق ہو۔ یا مشت زنی کی صورت ہو یا کوئی بھی دوسرا ذریعہ ہو۔ بعض مفسرین نے متع کو بھی اس روایت کی رُو سے حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ متوعہ عورت نہ بیوی کے زمرے میں آتی ہے نہ لونڈی کے۔

سورہ نور میں تو زنا کی سزاؤں پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ''زانیہ مرد اور عورت کو، دونوں کو سو کوڑے مارنے کی سزا دو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ تمہیں سزا کے عمل سے نہ روکے اگر تم مومن ہو''

<u>ناجائز جنسی تعلق کیوں حرام ہے:</u> اسلام کی حدود کے سوا صنفی تعلقات کی تمام دوسری صورتیں۔ (اخلاقی، مذہبی، اور معاشرتی حیثیت سے اتنی بری نہیں کہ زمانہ قدیم سے اب تک انسانی معاشرہ ان کی برائیوں پر متفق ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت خود زنا کو حرام کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ انسان کی ذاتی بقاء اور اس کے تمدن کے قیام واستحکام دونوں کا انحصار مرد اور عورت کے پائیدار اور مستقل وعدہ وفاداری پر موقوف ہے اور یہ وعدہ وفاداری معاشرے میں معلوم بھی ہو اور معروف بھی ہو جسے معاشرے کی ضمانت حاصل ہو سکے جس کے بغیر نسل انسانی ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔

انسانی بچہ اپنی زندگی اور نشو ونما کے لئے دردمندانہ نگہداشت اور غم خوارانہ تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔ جس کے لئے تنہا عورت کا اسے اٹھانا و برداشت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ جب تک مرد اس کا ساتھ نہ دے جو اسے وجود میں لانے کا سبب بنتا ہے۔ مرد اور عورت اس مشترکہ ذمہ داری کو اسی وقت ادا کر سکیں گے جبکہ وہ معاشرہ میں جائز طریقے سے، نکاح کے ذریعہ، اکٹھے ہوں گے چوری چھپی یکجائی کے نتیجہ میں بچے کی پرورش کے بعد اس کی مشترکہ نشو ونما کی ذمہ داری ناممکن ہے بلکہ ناجائز بھی معاشرتی لحاظ سے غیر معروف بھی ہوگی۔ جس کے نتیجہ میں پیدائش سے پہلے تلف کیا جاتا ہے۔ اور اگر پیدا ہو جائے تو ویرانوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور اگر بچ جائے تو حرامی اولاد کو معاشرہ قبول نہیں کرتا۔

<u>انسدادی احکام:</u> اسلام نے زنا کی سخت ترین سزا تجویز کرنے کے علاوہ زنا کے تمام امکانات واسباب پر پابندی لگادی ہے۔ جو زنا کے دروازے کھولتے ہیں یا زنا میں آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ عورتوں اور مردوں کا باہمی میل جول بند کیا۔ بن سنور کر باہر نکلنا بند کیا۔ نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ نظروں پر پہرے بٹھائے تاکہ دیدہ بازی سے حسن پرستی تک اور حسن پرستی سے عشق بازی اور عشق بازی سے زنا تک نوبت ہی نہ آئے عورتوں سے کہا گیا کہ اپنے گھروں میں محرم اور غیر محرم کی تمیز کریں، یہ ساری پابندیاں اسلئے عائد کی گئیں کہ فحاشی، بے حیائی اور عریانی کی آخری منزل زنا تک نوبت نہ آئے۔

سورہ احزاب میں سرکار دو عالم ﷺ کی بیویوں کے متعلق حکم ہے۔ ''اے پیغمبر کی بیویو! اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے گفتگو نہ کرو کہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص، برے خیال اور ارادے کے طمع میں نہ پڑ جائے یا اس کی نیت میں فتور نہ آ جائے، بلکہ صاف اور سیدھی بات کرو'' باتوں کے مواقع مردوں کے ساتھ آتے رہتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھ باتوں میں شرینی، ملاوٹ نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ مرد کے جذبات میں انگیخت پیدا ہو جائے۔ دل میں برا خیال در آئے برے ارادے کا طمع پیدا ہو جائے۔

جو دین، اسلام، عورتوں کو مردوں کے ساتھ گفتگو میں اتنی احتیاط کا حکم دیتا ہے وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی عورت مسلمان ہو کر سٹیج پر ناچے، گائے، تھر کے بھاؤ بتائے اور نخرے دکھائے کیا وہ مذہب مسلمان عورت کو اس بات کی اجازت دے سکتا ہے کہ وہ ڈراموں میں ہیروئن کا کردار ادا کرے۔ ہوائی جہازوں اور تجارتی اداروں میں مسافروں اور گاہکوں کے دل لبھائے۔ کمرشل مصنوعات کا اشتہار بنے، اجتماعی مجالس میں بن ٹھن کر آئے۔ یہ تہذیب اور کلچر کس اسلام اور کس قرآن سے برآمد کیا گیا ہے؟

قرآن کریم تو کہتا ہے کہ و قرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولی ۔ گھروں میں ٹک کر رہو اور سابقہ دور کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے۔ اسی کے اندر خانہ داری کے فرائض ادا کرے۔ مگر آج ہمارے اعتدال پسند اور روشن خیال پرویز مشرف فرماتے ہیں کہ مجھے عورتوں کا برقع پسند نہیں۔ وہ عورت کا ننگا کرنے پر مصر ہیں۔ اور عورت کی ننگی نیکر پہنے پر بضد ہیں۔

آج ہمارے ہاں ملازموں کے سلسلہ میں ملک کے دور دراز حصوں میں یا ملک سے باہر کام کرنے والوں کے ہاں زیادہ تر نہیں تو تھوڑے بہت ایسے گل کھلتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

عورت مستور ہے۔ ڈھانپنے اور چھپائی جانے والی چیز ہے۔ جب تک گھر میں ہوتی ہے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ ہم سکوں، کپڑے، زیوارت کو تو محفوظ رکھتے ہیں، بینکوں کے اندر جمع کرتے ہیں، یعنی لاکروں میں رکھتے ہیں، محفوظ تجوریوں میں رکھتے ہیں دوسروں کی نظروں سے چھپا چھپا کر محفوظ جگہوں میں رکھتے ہیں۔ مگر اپنی غیرت، اپنی شرم عورتوں، بیویوں، بیٹیوں اور بہوؤں کو سر بازار چوراہوں، کلبوں اور غیر مردوں میں کھلا چھوڑ دیتے ہیں، تاکہ جنسی جنوں میں مبتلا آج کے معاشرے میں ہر شخص آئے اور لطف اٹھائے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے
جسے بھی شوق ہو آئے کرے شکار ہمیں۔

بے حیائی سے بچنے کا حکم: قرآن کریم میں بار بار شرمگاہوں کی حفاظت اور کھلی چھپی بے حیائی و فحاشی سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ربانی ہے۔ ''اے پیغمبر کہہ دیجئے میرے رب نے بے حیائی اور فحاشی کے کام حرام کر دیئے ہیں خواہ کھلے ہوں یا چھپے ہوئے''۔ پھر فرمایا ''بے حیائی کے قریب نہ جاؤ خواہ کھلی یا چھپی ہوئی'' دوسرے مقام پر پیغمبرؐ کی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ اے نبیؐ اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مومن مردوں اور عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادروں کے پلّے ڈال کر نکلیں، گھونگھٹ نکال لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ تا کہ پہچانی نہ جائیں اور راہ چلتوں کے ذریعہ ستائی نہ جائیں۔ حکم خداوندی ہے۔ لا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا۔ اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ زینت کا اظہار تین طرح سے ہوتا ہے۔ خوشنما کپڑے پہننا۔ سر، پاؤں، منہ، ہاتھ وغیرہ کی آرائش۔ ہاتھوں پر مہندی کے نقش نگار بنا کر انگلیوں میں چھلے، منہ پر سرخی پوڈر جما کر پوری سجاوٹ کے ساتھ لوگوں کے سامنے نہ آئیں۔ ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔ سینہ پر چادر ڈال دیا کریں۔ خدا کا حکم ہے: پاؤں زمین پر مارتی نہ چلو تا کہ تمہاری زینت چھلک نہ پڑے، بے حیائی نہ پھیلائی جائے۔

سورۂ نور میں ارشار باری تعالیٰ ہے: جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایک اسلامی معاشرے میں فحاشی بے حیائی پھیلے وہ دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔'' فحاشی پھیلانے کے ذرائع۔ بدکاری کے اڈے چلانا، جذبات کو اکسانے والے ناول قصے کہانیاں فلمیں، وی سی آر، ننگی فلمیں، گانوں اور کیسٹوں کا کاروبار۔ رسائل و اخبارات، تصاویر، نیم برہنہ لٹریچر۔ یہ سب تشیع الفاحشہ کے ذیل میں آتے ہیں۔ رقص گاہیں، کلب، ہوٹل، مخلوط مجالس اسی حکم میں آتی ہیں۔ اس قسم کی بے حیائی پھیلانے والے اداروں کے بارے میں قرآن کریم دوٹوک الفاظ میں آخرت میں عذاب کا مستحق گردانتا ہے۔

بے حیائی کے معاشرتی نتائج..... زید بن طلحہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ہر مذہب کا ایک اخلاق ہوتا ہے اسلام کا اخلاق حیا ہے۔ الحیاء نصف الایمان۔ حیا نصف ایمان ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اذلم تستحی فاصنع ماشئت۔ جب حیا نہیں آتی تو پھر جو چاہو کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

آج ہمارے چاروں طرف کھلی بے حیائی، حسن کی نمائش، زینت کے اظہار کے نتیجہ میں آئے دن زنا، اغواء عشق و محبت کی داستانیں وجود میں آتی رہتی ہیں۔ اجتماعی زنا کاری، اسلامی معاشرے کی پامالی ہورہی ہے۔ ہمارے اسی معاشرے کی چند آزاد منش و آوارہ مزاج عورتیں ذرائع ابلاغ کے صفحات اور ٹیلی ویژن پروگراموں میں عورتوں کی آزادی پر لیکچر جھاڑتی ہیں۔ انکی فلاح و محکومی کا رونا روتی ہیں۔ لیکن اس کے پیچھے جو بے حیائی اور بے غیرتی کا طوفان

اٹھتا ہے ان حقائق سے آنکھیں بند کر دیتی ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ ہمارے موجودہ حکمران بھی برقعہ کو گوارہ نہیں فرماتے

یورپ میں بے حیائی کے اثرات...... ہمارے ہاں عورتوں کی آزادی کے سلسلہ میں، یورپ کی ترقی یافتہ تہذیب کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ اور عورت کی وہاں آزادی کے گن گائے جاتے ہیں۔ وہاں کی جہالت ملاحظہ ہو:

یورپ میں جب عورت کا حسن بے حجاب ہوا تو ساری دنیا میں ذلت اور رسوائی کا موجب بنا۔ اسی یورپ میں چائلڈ سٹڈی کے ڈائریکٹر ملٹن کی رپورٹ کے مطابق، یورپ میں لڑکیاں اعلیٰ جماعتوں میں آنے سے پہلے حاملہ ہو جاتی ہیں۔ وہاں ایک سال میں لاکھوں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں جائز و ناجائز کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ خانگی زندگی تباہ ہو چکی ہے۔ ہر سال لاکھوں عورتوں کو طلاق ملتی ہے۔ وہاں اس رواج کا بھی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے کہ خاوند کی اجازت سے دوسروں کے ساتھ ہم بستری کی جا سکتی ہے۔ اس بے حیائی و بدکاری کا نتیجہ ہے کہ وہاں خودکشیاں عام ہو رہی ہیں۔

اسلام نے عورتوں کے پاؤں کے نیچے جنت ہونے کا اعزاز بخشا۔ پاکیزگی، اور تقدس کی نعمت قرار دیا اور اسے قیمتی متاع جان کر سات پردوں میں چھپانے کی ہدایت دی۔ اس کے ہاتھ میں قرآن۔ دلوں میں نور ایمانی، آنکھوں میں حیا دیا۔ مگر عورت نے خدا کے ان انعامات کو ٹھکرا دیا۔ آزادی کا نعرہ لگایا تو کیا بنی؟ داشتہ بنی، طوائف بنی۔ گلوکارہ و فنکارہ بنی۔ صابن کی ٹکیہ سے لے کر ہزاروں مصنوعات کا اشتہار بنی۔ کمرشل اداروں کا ماڈل بنی۔ تجارتی اداروں میں مسکراہٹیں بکھیرنے، ادائیں نچھاور کرنے کی قیمت بنی۔ جس کی آواز کی کھنک پر پابندی تھی وہ آواز کا جادو جگانے لگی۔ اس کی تصاویر منصوعات کے لیبلوں سے اتر کر بازاروں گلیوں میں پاؤں کے نیچے رُلتی ہیں اور خود بھی رُلتی ہیں۔ رقص گاہوں کی زینت، سوشل مجالس میں خاوندوں کی تجارتی اور ملازمتی ترقی کا آلہ کار بنی۔ قرآن فرماتا ہے:

ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا ساء ما یحکمون (العنکبوت)

''کیا یہ بدکار لوگ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔''

بے حیائی میں حکمرانوں کی تباہی۔ زنا کاری، بے حیائی اور فحاشی کا اندازہ خود اپنی تاریخ سے لگایئے جس نے مسلمانوں کو عرش سے فرش پر اتار دیا۔ عباسیہ، فاطمی، اغالیہ، مغلیہ کے جتنے حکمران شراب و شباب کے رسیا تھے، جتنے عیاش تھے اتنے ہی بزدل، بے غیرت اور تن آسان ہوئے، کہ اپنے تاج و تخت کو بھی نہ بچا سکے۔ ملک اور قوم کی حفاظت تو چھوڑیئے۔ نادر شاہ ابدالی میدان مارتا ہوا دہلی کے قریب پہنچا تو اس نے محمد شاہ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ جسے اس نے پڑھے بغیر شراب کی صراحی میں ڈبو کر کہا: ''این دفتر بے معنیٰ غرق مئے ناب اولیٰ'' یہ بے معنی خط شراب میں غرق کرنا بہتر ہے۔ دربان نے کہا۔ حضرت نادر شاہ آ گیا ہے تو کہا۔ کیوں پریشان کرتے ہو ہمیں مل لیں گے اور یہ ملاقات ایسی ہوئی

کہ قتل وغارت گری کا سیلاب آ گیا۔ خون کی ندیاں بہیں۔ محمد شاہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا۔ اور فارسی کی مثل مشہور ہوئی ''شامتِ اعمال ماصورتِ نادر گرفت'' ہماری بداعمالیوں کی سزا نادر شاہ کی شکل میں نمودار ہوئی'' ہندوستان کی تمام دولت' تخت طاؤس اور کوہ نور ہیرا تک نادر شاہ لے گیا۔

اورنگ زیب عالمگیر جیسے نیکوکار دیندار بادشاہ نے فحاشی کے اشاعتی ذرائع پر پابندی لگائی مگر اس کا پوتا جہاندار شاہ جب دہلی کے تخت پر بیٹھا تو خوش آواز طوائف پر عاشق ہو گیا اور عشق کے اس نشے میں حکومتی سکے پر اس کا نام ''لال کنور'' درج کرایا۔ اسی لال کنور نے بادشاہ کو شہزادوں کی آنکھیں نکالنے کی فرمائش کی اور یہ بادشاہ' جہاندادشاہ ظلِ ابلیسی وشیطانی اپنی حرام کاریوں کے باعث صرف نو ماہ حکومت کر سکا۔ اس کے بعد فرخ سیر نے چار ماہ حکومت کی وہ بھی ایک عورت کے عشق میں گرفتار ہوا اس کے ایک درباری امیر نجم الدین نے اسے اندھا کر دیا۔

اس کے بعد اس خاندان کا دوسرا شہزادہ رفیع الدولہ تین ماہ صرف حکومت کر سکا؟ اور یہ رفیع الدولہ صاحب صرف تیرہ سال کی عمر میں آٹھ بیویوں کے خاوند تھے۔ محمد شاہ جسے اس کی عیاشیوں اور زن پرستیوں کے باعث رنگیلا کہا جاتا ہے اس کی ایک محبوبہ نے قطب جانے کی خواہش کی تو تمام راستے کو رومی مخمل بچھا کر آراستہ کیا۔ جگہ جگہ فوارے لگا لگا کر ٹھنڈا کیا گیا اور اسے خوشبو میں بسا کر عطر چھڑکا گیا۔ لکھنو کا آخری تاجدار واجد علیشاہ تھا جس کے بعد ہم سو سالوں تک انگریزوں کی غلامی میں چلے آئے۔ یہ رقص کا ماہر تھا اور عورتوں کا شائق تھا وہ جب ناچتا تو سر پر پانی کا گلاس رکھ کر ناچتا تھا کیا مجال کہ گلاس سے پانی کا قطرہ چھلک پڑے۔ یہ اپنے ''اندرسبھا'' کے اکھاڑوں میں حسین عورتوں سے گھرا رہتا۔ عورتوں کا روپ دھارتا حتیٰ کہ ان کی بیماریاں ماہواری اور دردزہ میں خود کو مبتلا کرتا۔

اسپین' غرناطہ' اشبیلیہ جنہیں مسلمانوں نے اپنا خون دے کر اور کشتیاں جلا کر فتح کیا تھا وہ حکومتیں مسلمانوں کے آخری دور میں ان کی زناکاریوں' بدکاریوں اور فحاشیوں کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ غرناطہ کے آخری بادشاہ کی محبوبہ جو دیہاتن عورت تھی۔ کیچڑ کے گارے میں پھرنے کی خواہش ظاہر کی تو بادشاہ سلامت نے چھنی ہوئی مٹی کے ڈھیر کو عرق و گلاب سے گیلا کر کے گارا بنایا۔

بے حیائی قوم کو بزدل بنا دیتی ہے۔ وطن اور وطن کی بیٹیوں کی عزت' غیور' بہادر اور غیرت مند قومیں بچایا کرتی ہیں اور جو قومیں اپنی بیٹیوں کی عزت اور حفاظت نہ کر سکیں انہیں بے حیائی اور فحاشی کے راستوں پر کھلا چھوڑ دیں وہ محمد قاسم بن کر ملک اور ملت کی بیٹی کی آواز پر کب کوسوں دور کا سفر کر سکتی ہیں۔ جن کے اپنے ازار بند ہر وقت کھلے ہوں وہ ملک اور قوم کی بیٹیوں کے ازار بند کب کھلنے سے روک سکتے ہیں۔ غیر ملکی مہمانوں کی عزت و تکریم بجا مگر ان کے سامنے قطاروں میں لا کر اپنی بچیوں کو کھڑا کرنا اور قومی مال کی نمائش کرنا' مہمان کے راستوں کو انسانی کلیوں'' اپنی بچیوں

کے‘‘ حسن سے سجانا کون سی غیرت مند بہادر اور خوددار ریتیں ہیں کہ ان کے توسط سے دوستی اور قرضے حاصل کئے جائیں۔ اسی لئے ہمارے موجودہ صدر جنرل صاحب پاکستان میں برقعے کو پسند نہیں فرماتے تاکہ انہیں امریکہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو اور ان کی عیاشی کے لئے زیادہ سے زیادہ امداد مل سکے۔

فحاشی‘ بے حیائی اور عورتوں کی بے پردگی بزدلی سکھاتی ہے۔ اور بزدلی بے غیرتی کا روپ دھارتی ہے۔ جنگی نغمے گانے والیاں قوم میں رہی سہی غیرت اور حمیت نچوڑ لیتی ہیں۔ محاذوں پر لڑنا نہ شاعروں کا کام ہے اور نہ جنگی ترانے والی گلوکاراؤں کا کام ہے۔ ’’نور جہاں اور ترانہ‘‘ کے نغموں نے یحییٰ خان کو اتنا مدہوش کیا کہ مشرقی پاکستان کا المیہ سرزد ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں میرٹھ کانپور اور لکھنو کے علاوہ دوسرے محاذوں پر انگریزوں کے خلاف لڑنے والے مجاہد جب دہلی پہنچے تو بہادر شاہ ظفر سے درخواست کی کہ آپ صرف بادشاہ بننا قبول کریں ہم آپ کے لئے لڑیں گے۔ بہادر شاہ نے کہا۔ بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہمیں نہ ستاؤ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کی شان وشوکت کا جنازہ نکل گیا۔ اور اسی پاکستان کے ایک فوجی جرنیل صاحب جو اپنی شرابنوشی اور زناکاری میں ضرب المثل تھے اتنے ڈوبے کہ مشرقی پاکستان ہاتھوں سے نکل گیا۔

<u>حرف آخر:</u> آج بھی وہی کچھ ہو رہا ہے اگر ہم نے فحاشی‘ بے حیائی‘ بے شرمی‘ اور مرد و زن کے اسی آزادانہ روش کو نہ روکا اور خدا کے احکامات سے منہ موڑ دیا تو ہمارا بھی وہی حال ہوگا بلکہ ہو رہا ہے کہ ہم اپنے اور اپنے دین کے ازلی دشمنوں سے دوستی میں اتنے آگے چلے گئے کہ انہیں ہر قسم کی مراعات دی جا رہی ہیں اور یہودیوں اور عیسائیوں کی اتنی غلامی میں چلے گئے ہیں کہ افغانستان کی اسلامی حکومت کی تباہی میں ان کے دست و بازو بنے اور ایک ایک اسلامی حکومتوں‘ عراق و ایران میں ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ برقع کو ناگوار کہنے والے اور ننگی پنڈلیوں میں لڑکیوں کی دوڑ کو سراہنے والے جرنیل صاحب نے ملک کو امریکہ کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔

یاد رکھئے ہماری بقاء ہماری عزت اور ہماری سربلندی اسلام سے وابستگی میں ہے۔ اور اسلام کے احکام کی پاسداری میں ہے۔ ہم جنت کے مستحق بننا چاہتے ہیں تو اپنی قوم اپنی عورتوں کی حفاظت کا فریضہ ادا کرنا ہوگا اور یہ حفاظت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ اور اس نے ہماری غیرت اور شرم کی حفاظت کے لئے یہ احکامات بھیجے ہیں۔ اہل جنت بے غیرت بزدل اور فاحش نہیں ہوتے اگر تم نے خود کو اہل جنت میں شامل کرنا ہے تو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ہوگی اس میں خداوند تعالیٰ کی خوشنودی بھی ہے اور ہماری اپنی بقا و سلامتی کی ضمانت بھی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔